سلسلۂ مطبوعات مجلس
۲۰۰

حرمین شریفین اور جزیرۃ العرب کے بیرونی مقیمین

کی

ذمہ داریاں اور اہل وطن کے حقوق

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کی ایک اہم تقریر جو ۲۴ رجب سنہ ۱۴۰۶ھ (۳ /اپریل ۱۹۸۶ء) کو جدہ میں ہندوستانی و پاکستانی احباب کے ایک عظیم مجمع میں کی گئی۔

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی

مجلس تحقیقات و نشریات اسلام لکھنؤ

www.abulhasanalinadwi.org

(جملہ حقوق محفوظ)

بار اوّل

۱۴۰۶ھ — ۱۹۸۶ء

کتابت ——— ظہیر احمد کاکوروی
طباعت ——— لکھنؤ پبلشنگ ہاؤس (آفسٹ)
صفحات ——— ۳۲
قیمت ———

باہتمام

محمد غیاث الدین ندوی

طابع و ناشر

مجلس تحقیقات و نشریات اسلام پوسٹ بکس ۱۱۹ لکھنؤ

(ندوۃ العلماء)

www.abulhasanalinadwi.org

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

الحمد للہ وحدہٗ والصلاۃ والسلام علی من لا نبیّ بعدہٗ۔

پیش نظر مضمون وہ تقریر ہے جو مولانا سید ابوالحسن علی ندوی نے اپنے سفر حجاز کے دوران (جو رابطۂ عالم اسلامی کی مجلس تاسیسی اور المجمع الفقہی کے اجلاس میں شرکت کے لئے رجب ۱۴۰۶ھ مارچ ۱۹۸۶ء میں کیا گیا تھا) ۲۴ رجب ۳ اپریل کو جدہ کے ایک عظیم اجتماع میں کی تھی جس میں سیکڑوں کی تعداد میں ہندوستانی، پاکستانی احباب شریک تھے، جلسہ کے مقام کی اچانک تبدیلی اور مختصر وقت میں جلسہ کے اعلان کے باوجود اتنی بڑی تعداد میں ہندوستانی، پاکستانی تعلیم یافتہ حضرات (جو سعودی عرب میں ذمہ دارانہ عہدوں پر فائز اور مختلف اہم شعبوں میں کام کرنے والے ہیں) غالباً اس سے پیشتر ایک جگہ جمع نہیں ہوئے تھے۔[1]

---

[1] راقم سطور کو حجاز مقدس کے اکثر دوروں میں مولانا کی رفاقت کا شرف حاصل ہوا ہے، اس سفر میں بھی اس کو معیت حاصل تھی، اس لئے جو کچھ کہا گیا ہے وہ مشاہدہ پر مبنی ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

تقریر میں بعض ایسی اصولی و بنیادی باتیں آگئی ہیں، اور دینی نکات، کعبۃ اللہ و مکہ معظمہ کے اصل پیغام و دعوت، حرمین شریفین کے قیام کی ذمہ داریوں اور اپنے وطن، ممالک اسلامیہ، اور ملت اسلامیہ، کے مسائل موت و حیات، اور ان کے دینی مستقبل کے بارہ میں فکرمندی اور اپنی ذمہ داری کے احساس کی ضرورت پر اس انداز سے روشنی ڈالی گئی ہے کہ یہ تقریر (جس میں مولانائے معظم کا خلوص، حجاز مقدس، جزیرۃ العرب، نیز ہندوستان کے موجودہ حالات و مسائل سے گہری و عملی واقفیت اور ان کے لئے فکر و دردمندی صاف جھلکتی ہے) سعودی عرب کے مقیمین اور وہاں کام کرنے والوں کے لئے ایک پیغام اور دستور العمل بن گئی ہے اسی کے ساتھ وہ اہل ہند و پاکستان کے لئے حجاز کا ایک تحفہ و تبرک، اور خود ان کے لئے عبرت و موعظت کا سامان ہے۔

چونکہ اس زمانہ میں جب حضرت مولانا کا حجاز کا یہ سفر ہوا اور اس تقریر کی نوبت آئی، ہندوستان میں سپریم کورٹ کے شاہ بانو کیس میں ایک ایسا فیصلہ دینے کی بنا پر جو شریعت اسلامی کے صریحاً خلاف اور دین میں مداخلت کے مرادف تھا، ہندوستان کے مسلمانوں میں شدید بے چینی پائی جاتی تھی، اور سارے ملک میں احتجاجی جلسے ہو رہے تھے ہندوستانی احباب میں مستند ذریعہ سے اس کے بارہ میں صحیح معلومات اور رہبری

www.abulhasanalinadwi.org

حاصل کرنے کا قدرتی تقاضا اور شوق تھا، اس لئے مولانا نے جو آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے صدر بھی ہیں، اس پر خصوصی روشنی ڈالی، اس کی دینی حیثیت بیان کی اور تازہ حالات اور اس سلسلہ میں جو پیش رفت ہوئی ہے اس سے مطلع کیا۔

اس بنا پر کیسٹ سے اس کو قلمبند کر کے اور مولانا کی نظر ثانی کے بعد اس کی عام اشاعت کا انتظام کیا جا رہا ہے، اللہ تعالیٰ کی کریم ذات سے امید ہے کہ اس سے پڑھنے والوں کو دینی نفع ہوگا اور بہت سے بھائیوں کو بھولا ہوا سبق یاد آئے گا۔

سید محمد رابع حسنی ندوی

سکریٹری

مجلس تحقیقات و نشریات اسلام، ندوۃ العلماء، لکھنؤ

۷ر شعبان المعظم ۱۴۰۶ھ

۱۶ر اپریل ۱۹۸۶ء

www.abulhasanalinadwi.org

www.abulhasanalinadwi.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبۂ مسنونہ کے بعد!

اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّ هٰذِهٖۤ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً	یہ تمھاری جماعت ایک ہی
وَّاحِدَةً ۖ وَّاَنَا رَبُّكُمْ	جماعت ہے اور میں تمھارا
فَاعْبُدُوْنِ ۝	پروردگار ہوں تو میری ہی
(سورۃ الانبیاء۔۹۲)	بندگی کرو۔

حضرات! میں اس کو بڑی صحت مندانہ علامت سمجھتا ہوں کہ بغیر کسی بڑے اعلان و اہتمام کے آپ حضرات اپنی مصروفیتوں کے باوجود اتنی بڑی تعداد میں یہاں تشریف لائے، اور ذوق و شوق کے ساتھ تشریف رکھتے ہیں، یہ زندگی اور زندہ دلی کی بھی علامت ہے، اور اس ایمانی رشتہ کی طاقت کی بھی دلیل ہے، جو اللہ تعالیٰ نے ہمارے آپ کے اور دنیا کے تمام مسلمانوں کے درمیان قائم کیا ہے، میں نے ابھی جو آیت پڑھی اس میں خود کہا گیا ہے کہ یہ تمھاری امت ایک ہی جماعت ہے، اور میں تمھارا رب ہوں

www.abulhasanalinadwi.org

تم میری ہی بندگی کرو۔

یہ مجمع اس بات کا ثبوت دیتا ہے کہ مختلف ملکوں کے مسلمان بھائی اپنے ایک دینی بھائی کی بات سننے کے شوق میں دور دور سے تشریف لائے ہیں۔

حضرات! میں آپ کو مبارکباد دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے معاش کے مسئلہ کو اس سرزمین سے مربوط فرمایا لیکن یہ آپ کو نہیں بھولنا چاہیئے کہ اس سرزمین کا اصل پیغام، اس سرزمین کا اصل تحفہ اور اس سرزمین کی اصل نعمت وہ چیز ہے جو ان تمام چیزوں سے بالاتر ہے اور جس کے بغیر نہ معاش کا نظام درست ہو سکتا ہے، نہ معاد کا، یہ تو سب جانتے ہیں کہ معاد کا نظام تو درست ہی نہیں ہو سکتا لیکن یہ کم لوگ جانتے ہیں کہ معاش کا نظام بھی درست نہیں ہو سکتا، اور جو ملک محض معاشی مسئلہ پر قائم ہیں، اور ان کے افراد کا آپس کا تعلق محض معاشی ہے وہ ایک غیر فطری نظام کے ماتحت زندگی گزار رہے ہیں، جس کے ساتھ نہ اللہ کی مدد ہے نہ اللہ کی رحمت ہے، جتنے مسائل بھی اس وقت ان ملکوں میں اور ان ملکوں کے اثر سے دوسرے ملکوں میں پیدا ہو رہے ہیں، وہ سب اسی کا نتیجہ ہیں کہ وہاں معاش معاد کے ساتھ مربوط نہیں ہے، اور زندگی کا وہ صحیح مقصد وہاں نہیں پایا جاتا جو خالق انسان نے انسان کے لئے متعین

www.abulhasanalinadwi.org

کیا ہے، وہ مقصد وہی ہے جس کا آیت ذیل میں تذکرہ ہے :-

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ	اور میں نے جنوں اور انسانوں
اِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ ٥ مَآ اُرِيْدُ	کو اس لئے پیدا کیا ہے کہ میری
مِنْهُمْ مِّنْ رِّزْقٍ وَّمَآ اُرِيْدُ	عبادت کریں، میں ان سے
اَنْ يُّطْعِمُوْنِ ٥ اِنَّ اللّٰهَ	طالب رزق نہیں، اور نہ یہ
هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ	جانتا ہوں کہ مجھے (کھانا)
الْمَتِيْنُ ٥	کھلائیں، خدا ہی تو رزق دینے
(سورۃ الذّاریات ۵۶-۵۸)	والا ہے، زور آور اور مضبوط ہے

یہ حقیقت ان کی نگاہوں سے اوجھل ہوگئی ہے، اس لئے وہاں معاد کا معاملہ تو الگ رہا معاش بھی خطرہ میں ہے، وہاں وہ معاشی پیچیدگیاں پیدا ہو رہی ہیں جن کا کوئی حل نہیں ہے، وہاں ایک فرد کا مفاد دوسرے فرد کے مفاد سے، ایک جماعت کی ترقی دوسری جماعت کی ترقی سے، ایک حکومت کا نظام دوسری حکومت کے نظام سے ٹکرا رہا ہے، معاش معاش سے ٹکرا رہی ہے، بلکہ اس ملک کی معاش دوسرے ملکوں کی معاش کو خراب کرنے یا استحصال پر آمادہ کرتی ہے، اس ملک کی معاشی ترقی کا انحصار بھی دوسرے ملکوں کی معاشی ابتری اور بدنظمی پر موقوف ہے، اس لئے نہ صرف اس ملک میں مسائل پیدا ہو رہے ہیں بلکہ اس ملک کی وجہ سے دوسرے ملکوں

www.abulhasanalinadwi.org

میں بھی نئے نئے مسائل پیدا ہو رہے ہیں، اور وہ معاش ان کے لئے وبال جان بن گئی ہے، یہ ایک ایسا مسئلہ لاینحل ہے، جس کا حل ان کی سمجھ میں نہیں آرہا ہے، ان کے بڑے بڑے عقلاء و مفکرین سرگرداں و پریشان ہیں، مگر راستہ نظر نہیں آتا۔

لیکن اس سرزمین پر اللہ تعالیٰ کا جو گھر (کعبۃ اللہ) ہے، اس کے بارہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

جَعَلَ اللّٰہُ الْکَعْبَةَ الْبَیْتَ الْحَرَامَ قِیٰمًا لِّلنَّاسِ۔ (سورۃ المائدۃ ۔ ۹۷)	اللہ نے کعبہ مکان محترم کو (اجتماعی زندگی کے) قیام کا ذریعہ، اور انسانوں کے باقی رہنے کا مدار ٹھیرایا ہے۔

اس حقیقت پر ابھی تک کم لوگوں کی نگاہ گئی ہے کہ نظامِ عالم کعبۃ اللہ اور اس کی دعوت و مقام سے وابستہ ہے، اس کو ہماری ظاہری نگاہیں نہیں دیکھ رہی ہیں، لیکن اہلِ بصیرت سمجھتے ہیں کہ جس طرح پہاڑوں کا وجود ملک اور زمین میں ایک استقرار و توازن پیدا کرتا ہے، اسی طریقہ سے اس سے ایک بالاتر نظام ہے، اور وہ نظام وابستہ ہے بیت اللہ سے، جب تک بیت اللہ قائم ہے اور اس کا وہ پیغام زندہ ہے، اس وقت تک گویا نظام عالم قائم ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

آپ اس کو نہ بھولیں کہ اس سرزمین مقدس کا پیغام یہ نہیں تھا کہ خوب کماؤ اور کھاؤ، پھلو پھولو، نسل انسانی میں اضافہ کرو، اور اپنی زندگی راحت کے ساتھ گزار کر چلے جاؤ، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب یہ کہا کہ:

رَبَّنَا اِنِّیٓ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ بِوَادٍ غَیْرِ ذِیْ زَرْعٍ عِنْدَ بَیْتِكَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِیُقِیْمُوا الصَّلٰوةَ۔ (سورۃ ابراہیم - ۳۷)	اے پروردگار میں نے اپنی اولاد میدان (مکہ) میں جہاں کھیتی نہیں، تیرے عزت (وادب) والے گھر کے پاس لا بسائی ہے اے پروردگار تاکہ یہ نماز قائم کریں۔

تو ابراہیم علیہ السلام نے اس وادی مکہ اور حجاز کے مقام کا قیامت تک کے لئے تعین کر دیا، اصلاً اس وادی کی فطرت "وادی غیر ذی زرع" ہونے کی ہے، اس لئے اگر اس میں کبھی سرسبزی و خوش حالی، باغات اور کھیتیاں، مرغزار و سبزہ زار، پانی کی بہتات، دولت کی فراوانی اور تجارت کی گرم بازاری دیکھنے میں آئے تو یہ اوپری چیز ہو گی، یہ اندر کی چیز نہیں ہو گی، یہ اس کے لئے ایک غیر فطری، مصنوعی اور عارضی عمل ہے، اس وادی کے اصل مزاج کا پہچاننے والا حضرت ابراہیمؑ سے زیادہ کون ہو سکتا ہے، اور کون اس کا دعویٰ کر سکتا ہے؟ انھوں نے الہام ربانی

www.abulhasanalinadwi.org

اور ہدایت آسمانی سے اپنی اولاد کو یہاں لا کر چھوڑا تھا، اور کہہ دیا تھا کہ میں نے اپنی اولاد کو "وادی غیر ذی زرع" میں بسا یا ہے، یہاں اپنا خاندان چھوڑ کر جا رہا ہوں، گویا قیامت تک کے لئے اس وادی کا مزاج اس وادی کا مقام اور اس وادی کی فطرت کو متعین کر دیا، اب یہاں اگر رزق اور معاش کی برکتیں زمین سے اُبلیں اور آسمان سے برسیں، جب بھی اس وادی کا مزاج وہی رہے گا جو سیّدنا ابراہیم علیہ السلام نے بیان کیا اور جس کے ساتھ انھوں نے اس کا رشتہ اور ربط قائم کیا۔

غور فرمایئے "اِنِّیۡ اَسۡکَنۡتُ مِنۡ ذُرِّیَّتِیۡ بِوَادٍ غَیۡرِ ذِیۡ زَرۡعٍ" سے رَبَّنَا لِیُقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ کا ربط کیا ہے؟ فرماتے تو یہ ہیں کہ میں نے اپنی اولاد کو اس وادی غیر ذی زرع میں آباد کیا ہے اے ہمارے پروردگار تاکہ یہ نماز قائم کریں، نماز پڑھیں، آپ نے لِیُقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ کہا یہ نماز کے قائم کرنے والے ہوں، یہ نماز کے داعی بنیں، یہ نماز کے قیام کے روئے زمین پر ذمہ دار ہوں، اگر وہ اپنی اولاد کو نینوا کی سرزمین یا دجلہ و فرات کی وادی میں چھوڑتے (جہاں کے وہ رہنے والے تھے) یا مصر میں جس سے گزر کر آئے تھے، یا شام میں جہاں پھر مسجد اقصیٰ بنی اور آپ ہی کی اولاد نے بنائی، کیا وہاں لیقیموا الصلوٰۃ کا ظہور و تحقق نہیں ہو سکتا تھا؟ آپ سب جانتے ہیں کہ وہاں نمازیں پڑھی جا رہی ہیں، خدا کے فضل و کرم

www.abulhasanalinadwi.org

سے مسلمان موجود ہیں، جگہ کے انتخاب اور اس کی تعریف اور نماز کے قیام و اہتمام کے درمیان جو ربط ہے وہ یہی ہے کہ یہ جب نظر اٹھا کر دیکھیں گے تو انھیں جلے ہوئے پہاڑ نظر آئیں گے، انھیں خشک زمین نظر آئے گی، ان کو کہیں بہتا ہوا دریا، چلتی ہوئی نہر نظر نہ آئے گی، تو ان کی فطرت صحیحہ اور ان کا ذہن سلیم ان کی رہبری کرے گا کہ ہمارے جدِّ امجد ہمارے مورث اعلیٰ کے اس زمین کا انتخاب کرنے کا راز کیا ہے؟ راز یہ ہے کہ اگر ان کو ہم سے معاشی مسئلہ حل کروانا ہوتا، ہم کو خوش حالی عطا کرنی اور آسودگی کی زندگی بسر کروانی ہوتی تو پھر کسی سرسبز و متمدن زمین کا انتخاب کیا ہوتا، یہاں ٹھہرانے کا مطلب یہی ہو سکتا ہے کہ ہم سے ان کو کوئی اور کام لینا مقصود ہے، اور اس کام کو اس سرزمین سے زیادہ مناسبت ہے۔

ان آیات قرآنی کی روشنی میں یہاں کے رہنے والوں کے ذہن میں (چاہے وہ باہر سے آئے ہوں یا یہیں کے رہنے والے ہوں) وادی غیر ذی زرع اور اقامت صلوٰۃ کے درمیان جو رشتہ اور رابطہ ہے، ہمیشہ مستحضر اور تازہ رہنا چاہیئے، اس سرزمین کا اصل پیغام ہے: دنیا میں خدا کی عبادت کی دعوت دینا، اس کے خدائے واحد ہونے کا اقرار کروانا، اور اسی کے سامنے سجدہ ریز کرنا، اور اسی کی عبادت کو زندگی کا مقصود سمجھنا، اور اسی کو راضی رکھنے کی کوشش کرنا، اور سارے معاشی اور دنیاوی نظام کو اسی کے

www.abulhasanalinadwi.org

احکام کا تابع بنانا، اور لوگوں کو بتانا کہ وہ اس نظام کے باغی نہ ہوں، بلکہ اس نظام کے فرماں بردار ہوں، خلاصہ یہ ہے کہ یہ ضروری ہے کہ آپ سمجھیں کہ یہاں کا پیغام اور یہاں کی سوغات کچھ اور ہے، یہاں کے ذرّہ ذرّہ سے کوئی اور صدا آرہی ہے، یہاں کی ہوا کا ہر جھونکا ایک دوسری زندگی کا پیغام دیتا ہے، ایسی زندگی گزارنے کا پیغام دیتا ہے جس میں مادّیت روحانیت کے تابع ہو، معاش معاد کے تابع ہو، جہاں اعمال عقائد کے تابع ہوں، اقتصادیات اخلاق کے تابع ہوں، اور جہاں ہر محبّت خدا کی محبت کے تابع ہو۔

یہ بات تو میں نے یہاں اسی مناسبت سے عرض کی، اب یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آپ حضرات زیادہ تر ہندوستان و پاکستان سے تشریف لائے ہوئے ہیں، تو آپ حضرات کو (یہاں تک کہ جن کو تابعیہ یا اقامہ مل گیا ہے) اپنے ان ملکوں کو نہیں بھولنا چاہیئے، جہاں سے آئے تھے، اور وہاں اپنے بھائیوں کو فراموش نہیں کرنا چاہیئے جن کے لئے اللہ تعالیٰ نے وہاں رہنا مقدر فرمایا ہے، اور جن کا رزق اللہ نے وہیں رکھا ہے، ان کی زندگی وہیں گزر رہی ہے، اور ان دونوں میں کوئی تضاد نہیں ہے، یہاں کی مشغولیت میں (خواہ وہ معاشی مشغولیت ہو یا عبادتی مشغولیت) یہاں کے احترام اور یہاں کی محبت میں اور اپنے ملک کے لوگوں کے حالات سے واقف ہوتے ہیں،

www.abulhasanalinadwi.org

ان کا درد محسوس کرتے ہیں، اور ان کی طرف سے فکر مند رہتے ہیں قطعاً کوئی تضاد نہیں ہے، بلکہ جیسا کہ حدیث شریف میں آتا ہے کہ مسلمان ایک جسد واحد کی طرح ہیں، ایک جسم ہیں "اذا اشتکی منه عضو تداعی له سائر الجسد بالسهر والحمی" کہ اگر کسی عضو میں تکلیف ہوتی ہے تو سارا جسم اسے محسوس کرتا ہے، بخار چڑھ آتا ہے، درد ہو جاتا ہے، آپ کے برصغیر ہند و پاک نے (اب تو خیر وہ دو ملک ہیں لیکن پہلے تو وہ برصغیر ہی تھا) اسلامی تاریخ کی بعض صدیوں میں عالم اسلام کی قیادت ورہبری کی ہے، عالم اسلام کو ایک نئی ایمانی طاقت اور ایک نیا اعتماد عطا کیا ہے، تاریخ پر نظر رکھنے والے جانتے ہیں کہ بعض اوقات ایسا ہوا ہے کہ کئی صدیاں ایسی گزری ہیں کہ تمام عالم اسلام پر دینی انحطاط یا ذہنی و علمی انحطاط کا بادل سایہ فگن رہا ہے، تقریباً آٹھویں صدی کے بعد ہمیں واضح طور پر یہ نظر آتا ہے، کہ وہ عرب ممالک جو اسلامی ثقافت، اسلامی تہذیب، اور اسلامی دعوت کے مرکز تھے، وہ تنزل و انحطاط کا شکار ہو گئے ہیں، اس وقت ہندوستان نے اس خلا کو پُر کیا ہے، اور ہندوستان نے ایسی ہستیاں پیدا کی ہیں، جنھوں نے افغانستان، ترکستان، ایران ہی میں نہیں بلکہ ممالک عربیہ میں بھی زندگی کی ایک نئی لہر دوڑا دی ہے، اور ان کا فیض ممالک عربیہ تک پہونچا ہے، خاص طور پر دسویں، گیارہویں، بارھویں، تیرہویں صدی، یہ چار صدیاں درحقیقت

www.abulhasanalinadwi.org

برِّ صغیر کی روحانی، علمی اور دینی ترقی کی صدیاں ہیں، جب وہاں وہ شخصیتیں پیدا ہوئیں جن کی نظیر پورے عالم اسلام میں ملنی مشکل ہے۔

مثال کے طور پر میں اس وقت چند ہی نام لے سکتا ہوں، حضرت مجدّد الف ثانی رح شیخ احمد سرہندی رح، پھر ان کے اولاد واحفاد کا پورا سلسلہ جو تقریباً سو برس تک چلتا رہا، حکیم الاسلام حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رح، حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب رح، ان کے بعد حضرت سید احمد شہید رح، حضرت شاہ اسماعیل شہید رح، تین صدیوں میں پورے عالم اسلام میں ان شخصیتوں کا جواب نہیں ملتا، انھوں نے اپنے ملک بلکہ اپنے عہد کے مسلمانوں کے دلوں اور سینوں کو ایک نئی ایمانی طاقت سے بھر دیا ہے، شام وترکی کے علاقہ سے مولانا خالد رومی دہلی آئے، اور واپس جا کر عراق، شام ترکی کو ذکر الٰہی، محبتِ الٰہی اور ایمانی طاقت سے بھر دیا، اسی طرح حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ کا (جو انھیں کے خاندان کے تربیت یافتہ تھے) فیض دور دور پہونچا، اور ہندوستان کا تو پوچھنا ہی کیا ہے کہ لوگوں کا اندازہ ہے کہ کم سے کم تیس ۳۰ لاکھ آدمی حضرت سید صاحب سے براہ راست فیض یاب ہوئے، اور چالیس ۴۰ ہزار سے زیادہ آدمی ان کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے، رسوم کی جو اصلاح، بدعات کا جو رد، اتباع سنّت کا جو ذوق، اور اشاعت کتاب وسنت کا جو جذبہ پیدا ہوا، پھر قرآن مجید کے

تراجم کے ذریعہ سے مسلمان خاندانوں کی جو اصلاح ہوئی، اور جاہلیت سے مسلمان نکل کر صحیح اسلام کے دائرہ میں آئے، اور ان کے اندر ذوق عبادت پیدا ہوا، خدا طلبی اور حمیّتِ دینی کا جو شعلہ موجزن ہوا، اس کی مثال تو دور دور نہیں ملتی، اپنے زمانہ کے بڑے مبصّر و باخبر عالم نواب سید صدیق حسن خاں مرحوم والئ بھوپال کے بقول (جو اپنے زمانہ کے عظیم ترین مصنّف اور محدّث تھے) دوسرے ملکوں ترکستان اور ممالک عربیہ تک میں بھی حضرت سید صاحب جیسا صاحبِ تاثیر آدمی سنا نہیں گیا۔

حضرات! اس کے بعد میں آپ سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آج ہندوستان کی ملت اسلامیہ ہندیہ ایک نئے موڑ پر پہونچ گئی ہے، آپ حضرات کو اجمالی طور پر اس کا حال معلوم ہو گا کہ ہندوستان میں اس وقت مسلمانوں کے لئے ایک امتحانی گھڑی آگئی ہے آپ جانتے ہیں کہ ہم مسلمانوں کے لئے ضروری ہے کہ جہاں رہیں اپنے امتیازی عقائد، اپنی عبادات و فرائض، اسلامی شعائر اور اپنے ملّی تشخّص، اپنے مخصوص تمدّن و معاشرت اور اللہ و رسول کے ساتھ مستحکم اور واضح تعلق کے ساتھ رہیں یہی رہنا معتبر ہے، اور اسی کو اسلامی اور صحیح ایمانی زندگی کہتے ہیں، اگر یہ نہیں تو پھر وہ اسلامی زندگی کہلانے کی مستحق نہیں، یہ جاہلیت کی زندگی ہے، ہمارے اسلاف برابر اس کی کوشش کرتے رہے کہ مسلمان صرف

جسمانی وجود اور نسل کے اعتبار سے ہندوستان میں نہ رہیں، بلکہ اپنی اسلامی شخصیت کے ساتھ رہیں، اپنی دعوت، اپنے پیغام اور اپنی خصوصیات کے ساتھ رہیں، یہ تسلسل خدا کے فضل سے ابھی تک قائم رہا۔

اس وقت اچانک ایک موڑ آیا، جس کو میں آپ حضرات کے سامنے مجملاً بیان کرنا چاہتا ہوں، آپ حضرات جانتے ہیں کہ جو قومیں اپنے مخصوص تمدّن سے محروم کر دی جاتی ہیں، ان کا دین ان کی عبادت گاہوں ان کی شب کی خلوتوں اور ان کی عبادت کے طریقوں کے اندر محدود ہو کر رہ جاتا ہے، پھر رفتہ رفتہ ان کا رشتہ زندگی سے کٹ جاتا ہے، اس لئے ایک صاحبِ شریعت ملّت کے لئے جہاں یہ ضروری ہے کہ اپنے امتیازی عقائد، اور اپنی عبادات کے ساتھ رہے، وہاں یہ بھی ضروری ہے کہ وہ اپنی مخصوص معاشرت و تمدن کے ساتھ رہے، اس لئے کہ ہمارے دین کا اصول یہ نہیں ہے کہ "جو خدا کا ہے وہ خدا کو دے دو، اور جو قیصر کا ہے وہ قیصر کو دے دو" اور "مذہب ایک پرائیوٹ معاملہ ہے اس کا تعلق باہر کی زندگی سے نہیں ہے"۔

جو ملّتیں اپنی مخصوص معاشرت اور تمدن کے سانچوں سے محروم رہ گئیں، ملل وادیان کی تاریخ بتاتی ہے کہ وہ ملتیں برائے نام ان ادیان سے وابستہ رہیں، مذہب کی گرفت ان کے اوپر سے ڈھیلی ہوتے ہوتے بالکل چھوٹ گئی، اور وہ آزاد ہو گئیں، ان کے اندر الحاد اور اپنے مذہب سے

بغاوت پیدا ہوئی اس لئے ہم مسلمانوں کے لئے یہ ضروری ہے کہ ہم جہاں رہیں عقیدۂ توحید کے ساتھ رہیں، ایمان بالمعاد، شریعت کے اتباع بلکہ سنت کے اتباع کے شوق اور جذبہ کے ساتھ رہیں، جاہلیت سے (خواہ وہ ہمارے اندرون ملک کی جاہلیت ہو، یا باہر کی جاہلیت ہو) جاہلیت قدیمہ ہو، جاہلیت مغربیہ ہو، جاہلیت علمیہ ہو، جاہلیت فکریہ ہو یا جاہلیت خلقیہ ہو، ہر قسم کی جاہلیت سے دور اور محفوظ رہیں۔

ہندوستان جیسے برّ صغیر کے لئے یہ بات یوں بھی ضروری ہے کہ وہ مختلف مذاہب اور تہذیبوں کا گہوارہ ہے، وہاں مسلمانوں کی ذمہ داری دوسرے ملکوں کے مقابلہ میں (جہاں مسلمان اکثریت میں ہیں) بہت بڑھ جاتی ہے، اس لئے کہ وہاں ہر وقت یہ خطرہ ہے کہ ان کی گردوپیش کی آبادی اور اکثریت جس کو جمہوری نظام اقتدار اعلیٰ کا حق دیتا ہے، اور اقتدار کی مرکزیت اس کے ہاتھ میں آجاتی ہے، جہاں سروں کا شمار ہوتا ہے، سینوں کا اور دلوں یا صلاحیتوں کا شمار نہیں ہوتا، وہاں ایسی ملت کے لئے بڑی پیچیدگی اور بڑی نزاکت ہے، اگر اس نے اپنی بنیادی وملّی خصوصیات سے ذرا بھی دستبرداری اختیار کی، اور ذرا بھی تساہل برتا، اپنے کسی عقیدہ میں مفاہمت یا سودا کرنے کا طرزِ عمل اختیار کیا، یا وحدتِ ادیان اور "ہمہ اوست" کے چکر میں پڑ گئی، یا اس نے یہ منظور کر لیا کہ ہم نماز پڑھیں گے لیکن مسجدوں میں

www.abulhasanalinadwi.org

جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے اور بلند آواز سے اذان دینے سے دستبردار ہوتے ہیں تو پھر وہ ملت رفتہ رفتہ اکثریت کے مذہب اور تہذیب میں تحلیل ہو کر رہ جائیگی حضرت مُجدّدِ الف ثانی رحؒ نے جو شریعت کے پورے مزاج داں تھے، یہاں تک لکھدیا ہے کہ "ذبح بقرہ در ہندوستان از اعظم شعائر اسلام است" یہ ان کی بصیرت تھی کہ انھوں نے کہا کہ گائے کی قربانی ہندوستان میں بہت بڑا اسلامی شعار ہے، کہیں اور ہو نہ ہو لیکن ہندوستان میں اسلامی شعار ہے اس لئے کہ گائے وہاں کا معبود ہے، اس لئے مسلمانوں نے اگر اس سے دستبرداری اختیار کی تو اس کا خطرہ ہے کہ وہ کسی زمانہ میں اس کے تقدس کے قائل ہو جائیں گے، ایسے ملکوں میں مسلمان رہنماؤں، علمائے دین، حامیان شریعت اور اسلام کے ترجمانوں کی ذمہ داری اضعافاً مضاعفۃً ہو جاتی ہے، جہاں ہر وقت خاکم بدہن ایک تہذیبی ارتداد، پھر معاشرتی و تمدنی ارتداد، پھر معاذاللہ اعتقادی ارتداد کا خطرہ ہے، اللہ تعالے درجے بلند فرمائے ہمارے ان بزرگوں، ہمارے ان دینی پیشواؤں حضرت مجدد الف ثانی رحؒ شاہ ولی اللہ دہلوی رحؒ حضرت سید احمد شہید رحؒ، مولانا اسماعیل شہید رحؒ، مدارس عربیہ اور دینی اداروں و تحریکوں کے مؤسسین کے کہ انھوں نے ہندوستان کی ملّتِ اسلامیہ کو اس کے شعائر کے ساتھ قائم رکھنے کی پوری کوشش کی، الحمد للہ آج ہندوستان کا

www.abulhasanalinadwi.org

مسلمان اپنی ان تمام خصوصیات کے ساتھ باقی ہے، وہاں صرف یہی نہیں کہ اذانیں دی جارہی ہیں، بلکہ اس کے ساتھ ساتھ مسلمان عیدالاضحیٰ کے موقعہ پر قربانی بھی کرتے ہیں، اپنے دین کا اظہار بھی کرتے ہیں، بڑے بڑے دینی اجتماعات کرتے ہیں، اور آپ کو معلوم ہے کہ اس وقت کی سب سے بڑی وسیع دعوت تبلیغ بھی وہیں سے نکلی ہے، اس کا مرکز بھی دہلی اور ہندوستان ہے۔

ان عجمی نژادوں کو یہ سعادت بھی نصیب ہوئی کہ وہ عربوں کو یاد دلائیں کہ تم سے ہم کو اسلام ملا تھا، اس لئے تمھیں سب سے زیادہ اسلام کے معاملہ میں ذکی الحس اور غیور ہونا چاہیئے، تمھیں اب بھی اس کا علمبردار ہونا چاہیئے الحمدللہ ساری دشواریوں، بُعدِ مسافت اور عربی زبان کے وہاں رائج نہ ہونے کے باوجود (جو صرف مدرسوں میں پڑھائی جاتی ہے) اللہ نے ہندوستان کے فرزندوں کو توفیق دی کہ وہ عربوں کو خطاب کریں، قاہرہ میں خطاب کریں، دمشق میں خطاب کریں، حد یہ ہے کہ مکہ اور مدینہ میں خطاب کریں، اور عربوں سے کہیں کہ تم کو اسلام کا نمونہ بننا چاہیئے، قومیت عربیہ کے خلاف سب سے زیادہ طاقتور آواز اٹھانے والے ہندوستان کے فرزند، اور عربی کے وہ نوجوان اہلِ قلم تھے، جنھوں نے اس زور سے اس کا صور پھونکا کہ اس کی آواز قاہرہ اور دمشق اور مکہ و مدینہ (شرفہما اللہ) کی دیواروں سے گونجی، اور اس کا یہاں کے فضلاء و قائدین نے اعتراف

www.abulhasanalinadwi.org

کیا کہ جس جرأت و وضاحت کے ساتھ قومیت عربیہ اور "تجدّد" و "تقدّمیت" اور مغربیت کے خلاف ہندوستان کے عربی رسائل اور عربی کے اہل قلم نے مضامین لکھے ان کی نظیر خود عالم عربی میں بھی ملنی مشکل ہے۔

میں یہ عرض کر رہا تھا کہ ہندوستان میں اچانک ایک موڑ آیا، اور وہ یہ کہ ہندوستان کی سب سے بڑی عدالت نے جسے سپریم کورٹ (SUPREME COURT) کہتے ہیں، ایک مسلمان مُدّعیہ شاہ بانو کے کیس میں یہ فیصلہ کیا کہ طلاق دینے والے کے ذمہ یہ ہے کہ مُطَلَّقہ کو جب تک وہ زندہ رہے نفقہ دے، اور اس کی مقدار مقرر کی جو اس وقت پانچ سَو روپیہ ماہانہ ہے، جب تک وہ شادی نہ کر لے یا زندہ رہے، اگر شادی نہ کرے تو عمر بھر دے، یہ بظاہر تو ایک چھوٹی سی بات تھی لیکن فیصلہ کا آغاز ان لفظوں سے ہوا ہے کہ "اسلام کا ایک کمزور پہلو یہ ہے کہ اس نے عورت کو صحیح مقام نہیں بلکہ بہت ہی پست درجہ دیا ہے"، اور اس کے بعد اس فیصلہ میں "متاع" کی تشریح کی گئی ہے انگریزی ترجموں کی بنیاد پر کہ "متاع" کا مطلب ہے کہ اس کو نفقہ برابر دیا جاتا رہے۔

اس میں خطرناک تین پہلو تھے۔

ایک یہ کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ عدالت کو یہ حق ہوگا کہ وہ ہمارے مذہب میں، ہمارے پرسنل لا (قانون احوال شخصیہ) میں مداخلت کرے

اور اب اس ملک میں شریعت کا حکم نہیں چلے گا، علماء کا فیصلہ اور مفتیانِ دین کا فتویٰ نہیں چلے گا، عدالت کا فیصلہ چلے گا۔

دوسری بات یہ کہ انگریزی ترجمہ کی مدد سے ایسے لوگوں نے جو ماہرین فن نہیں، عربی زبان سے واقف بھی نہیں، عالم دین بھی نہیں، قرآن کی آیات اور دینی اصطلاحات کی تشریح اپنے ذمہ لی، یہ بڑی خطرناک بات ہے کہ قرآن مجید کی تشریح جج صاحبان کرنے لگیں، اگر اس کا دروازہ کھلا رہا، اور اس کو اپنے وقت پر روک نہ دیا گیا تو پھر نماز کی تشریح بھی کر دی جائے گی کہ دیکھئے قرآن مجید کی سورۂ توبہ میں آتا ہے:۔

خُذۡ مِنۡ اَمۡوَالِهِمۡ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمۡ وَتُزَكِّيۡهِمۡ بِهَا وَصَلِّ عَلَيۡهِمۡ ؕ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمۡ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيۡعٌ عَلِيۡمٌ ۝

(سورة التوبة ـ ۱۰۳)

ان کے مال میں سے زکوٰۃ قبول کر لو کہ اس سے تم ان کو (ظاہر میں بھی) پاک اور (باطن میں بھی) پاکیزہ کرتے ہو، اور ان کے حق میں دعائے خیر کرو کہ تمھاری دعا ان کے لئے موجب تسکین ہے اور خدا سننے والا اور جاننے والا ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

آپ ان کے مال میں سے زکوٰۃ قبول کیجئے اور ان کے لئے دعائے خیر کیجئے، آپ کی دعائے خیر ان کے لئے باعثِ تسکین ہے" تو کہا جا سکتا ہے کہ یہ نماز کہاں سے آئی؟ اور اس کے لئے اتنی بلند آواز سے اذان دینے سے ہماری نیند خراب ہوتی ہے، اور صبح کی اذان اور نیند خراب کرتی ہے، ہم نے مارماڈیوک پکتھال صاحب کا انگریزی ترجمہ دیکھا ہے، اس میں تو (صلوٰۃ) کا ترجمہ دعا سے کیا گیا ہے[1]، تو یہ نماز کہاں سے آئی؟ تو اگر اس کا وقت پر نوٹس نہیں لیا گیا، اور اس کو چیلنج نہیں کیا گیا، تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ آئندہ عدالتیں قرآن مجید کے لفظوں کا سہارا لے کر اور ترجموں کی مدد سے جو چاہیں گی تشریح کریں گی، اور جیسا کہ میں نے ہندوستان میں بعض جلسوں میں کہا کہ یہ بات صرف قانون تک محدود نہیں ہے، یہ دنیا کے اس مانے ہوئے نظام کو توڑنا ہے کہ جس کا جو فن نہیں ہے، وہ اس میں دخل نہ دے، ریاضی والا فزکس میں نہ بولے، فزکس والا ریاضی میں نہ بولے، تو قرآن مجید اللہ کی کتاب ہے، اور وہ عربی زبان میں نازل ہوئی ہے، اور اس کی تفسیر ان مستند فضلاء نے کی ہے، جو علوم قرآن وسنت اور عربی زبان کے ماہر تھے،

---

[1] پکتھال صاحب کے ترجمہ میں ہے:

AND PRAY FOR THEM, PRAYER IS AN ARRANGEMENT FOR THEM ALLAH IS NEARER KNOWER (P. 193—No. 103).

www.abulhasanalinadwi.org

اس لئے یہ ایک بڑی خطرناک بات ہے۔

تیسری بات یہ ہے کہ میں نے کہا کہ لکھنے والے لکھ رکھیں کہ جس طرح آج مطلوب جہیز نہ لانے پر دلہنوں کو جلایا جا رہا ہے' (اور نیشنل پریس کی رپورٹ یہ ہے کہ دارالسلطنت دہلی میں ہر بارہ ۱۲ گھنٹے پر ایک واقعہ پیش آتا ہے) طلاق دینے کے بجائے بیویوں کو جلایا جائیگا، یا زہر دے کر مار دیا جائیگا یا رات کو انھیں کوئی ایسی دوا دے دی جائے گی کہ صبح لوگ اٹھیں تو معلوم ہو وہ مردہ ہیں' اس لئے کہ کون یہ جھنجھٹ مول لے کہ تیس ۳۰ برس تک چالیس ۴۰ برس تک' اور اس مدت تک جس کا ابھی کوئی اندازہ نہیں ہو سکتا، طلاق دینے والے شوہر پانچ سو ۵۰۰ روپیہ ماہوار دیتے رہیں' اس کے بعد خود عدالت فیصلہ کرے گی کہ معیار زندگی بڑھ گیا ہے' پانچ سو ۵۰۰ روپیہ کافی نہیں ہے' یا وہ خود درخواست دے کہ پانچ سو ۵۰۰ میں ہمارا گزارہ نہیں ہو رہا ہے' ہمیں ایک ہزار ملنا چاہئے، پھر اس کے بعد وہ اس شوہر کے پاس جائیگی جس نے اسے گھر سے نکالا ہے' اور اس سے پیسے لے گی' اور اس طرح اس سے کوئی نہ کوئی رابطہ رہے گا۔

یہ چند چیزیں تھیں جو بہت خطرناک تھیں' اور مسئلہ صرف مُطلّقہ کا مسئلہ نہیں تھا، مسئلہ تھا، شریعت میں مداخلت کا، مسئلہ تھا شریعت کے کسی حکم کی تشریح کرنے کا، اور اس کے مفہوم بتانے کا مسئلہ تھا مسلمانوں پر ایک ایسی چیز عائد کرنے کا جو ان پر خدا اور رسول نے عائد نہیں کی، خدا کا شکر ہے

www.abulhasanalinadwi.org

اور میں آپ کو یہ خوش خبری سناتا ہوں کہ ہندوستان میں خلافت تحریک کے بعد ایسا عمومی احتجاج اور مظاہرہ ہندوستان کے اندر کبھی دیکھنے میں نہیں آیا، تمام مختلف الخیال طبقے، تمام مکاتبِ فکر اور مشہور فرقے اور جماعتیں سب کے سب سَو فیصدی اس پر متفق ہو گئیں۔

حکومت نے یہ بات تسلیم کر لی کہ عوام اس مسئلہ میں علماء کے ساتھ ہیں، اور مسلمانوں کی اکثریت اس مسئلہ میں یہی رائے رکھتی ہے، اور یہی چاہتی ہے، وزیر اعظم کے مشورہ و اشارہ سے وزیر قانون نے نیا بل بنایا اور ان علماء کو بلا کر جو اس تحریک کے علمبردار ہیں، لفظ بہ لفظ سنوایا۔

وزیر اعظم نے اعلان کیا کہ ہم نے نامور علماء سے اس سلسلہ میں مشورہ کیا ہے، اور یہ بھی کہا کہ ہمیں یہ معلوم ہوا کہ اسلامی شریعت اور اسلامی قانون عورت کے حقوق کا جو تحفظ کرتا ہے، اور جو اس کو دیتا ہے وہ ہمارا قانون بھی نہیں دیتا، اور دفعہ ۱۲۵ مسلمان عورت کے حقوق کا وہ تحفظ نہیں کرتی، اور اسے وہ فائدہ نہیں پہونچاتی جو یہ بل فراہم کرتا ہے، پھر ۱۲ فروری کو یہ بل پارلیمنٹ کے ارکان کے سامنے رکھ دیا گیا، اس حد تک الحمد للہ اللہ تعالیٰ نے کامیابی عطا فرمائی، لیکن ابھی جدّوجہد جاری ہے جب تک وہ بل پارلیمنٹ میں باقاعدہ پیش ہو کر پاس نہ ہو جائے اس وقت تک ہم کچھ نہیں کہہ سکتے، لیکن آپ حضرات کو حالات کا جائزہ لیتے رہنا

www.abulhasanalinadwi.org

چاہیئے اور دعا کرتے رہنا چاہیئے۔[۱]

میں آگے بڑھ کر کہتا ہوں کہ خالص اکثریت کے ملک میں بھی مسلمانوں کو اپنے تمام ملّی تشخّصات، اپنے پورے تمدن و معاشرت، اور اپنے پورے عائلی قانون کے ساتھ رہنا چاہیئے، میں نے ایک جلسہ میں (جس میں بڑی تعداد میں ہندو حضرات بھی شریک تھے) کہا کہ میں آپ سے صاف صاف کہتا ہوں کہ اگر مصر میں، شام میں یہاں تک کہ میں جرءت کر کے کہتا ہوں کہ خدانخواستہ حجاز مقدس اور سعودی عرب میں بھی شریعت کے خلاف کوئی قانون بنایا جائیگا تو وہاں کے مسلمانوں کا اور سب سے پہلے علماء کا فرض ہوگا کہ وہ اس کی مخالفت کریں، ہمارے اس اختلاف، اور ہمارے اس جدّوجہد کا محرک یہ نہیں ہے کہ یہ ایک ایسی عدالت نے فیصلہ دیا ہے، جو غیر مسلم ہے، اور ایک ایسے ملک میں یہ فیصلہ دیا گیا ہے جہاں کی اکثریت غیر مسلم ہے، میں آپ سے صاف کہتا ہوں کہ اگر کسی خالص مسلم ملک میں بھی قانون شریعت کی مخالفت کی گئی تو ہم اور وہاں کے علماء اور غیور مسلمان اس طریقہ سے اس کے خلاف جدوجہد کریں گے اور سینہ سپر ہوں گے جس طرح ہندوستان میں ہو رہے ہیں، بہت سے ہندوؤں نے

---

[۱] خدا کا شکر ہے کہ ۵ مئی کو لوک سبھا میں یہ بل پیش ہوا، اور ۱۳-۱۴ گھنٹے بحث و اظہار خیال کے بعد ۶ مئی کی صبح ہونے سے پہلے ۵۴ مخالف ووٹوں کے مقابلہ میں ۳۷۲ ووٹ کی اکثریت سے یہ بل پاس ہو گیا۔

www.abulhasanalinadwi.org

اس کا اعتراف کیا، اور کہا کہ مولانا نے یہ بات انصاف کی کہی ہے، اگر معاملہ یہی ہے کہ اس کی مخالفت میں صرف یہ جذبہ کام کر رہا ہے کہ اس سے شریعت متاثر ہوتی ہے، اور مسلمان آزادی کے ساتھ اپنے مذہب پر عمل نہیں کر سکتے، اور ان کا یہی طرز عمل اور موقف مسلم اکثریت کے ملکوں میں بھی رہا تو پھر شکایت کی کوئی وجہ نہیں۔

میں نے مثال کے طور پر اس مسئلہ کو ذرا وضاحت اور تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے، لیکن میں آپ سے صاف کہتا ہوں کہ آپ کہیں بھی رہیں، یہاں تک کہ آپ حرمین کی سرزمین میں رہیں، آپ کو خود اپنا جائزہ لیتے رہنا چاہیے کہ آپ اسلامی معاشرت و اقدار کے مطابق زندگی گزار رہے ہیں یا نہیں؟ آپ خود اپنے نگراں بنئے کہ آپ حرمین شریفین میں رہ کر بھی "تہذیبِ حجازی" اور معاشرت اسلامی کے ساتھ زندگی گزار رہے ہیں، یا مغربی تہذیب و معاشرت کے مُقلّد و نقّال ہیں، اگر واقعہ یہ ہے کہ آپ رہتے اور کماتے تو ہیں، حجاز مقدس اور گہوارۂ اسلام (عرب) میں، مگر آپ کا رہنا سہنا، سوچنا اور برتنا اہل مغرب اور مادّہ پرستوں کا سا ہے تو آپ کا حرمین میں رہنا آپ کے اس قصور کو معاف نہیں کروائے گا، بلکہ اس وجہ سے آپ کا جُرم بڑھ جائیگا، کیونکہ قرآن مجید میں آتا ہے:۔

وَمَنْ یُّرِدْ فِیْهِ بِاِلْحَادٍ بِظُلْمٍ　　　اور جو اس میں (حرم میں) شرارت

www.abulhasanalinadwi.org

نُّذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ۝ (سورۃ الحج۔ ۲۵)

سے کج روی (و کفر) کرنا چاہے ہم اس کو درد دینے والے عذاب کا مزہ چکھائیں گے۔

بعض علماء نے لکھا ہے کہ اور جگہ معصیت پہ مواخذہ ہے لیکن حرم مکّی میں (مجتبہ) ارادۂ معصیت پہ بھی مواخذہ ہوگا، اور اسی بنا پر سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ جو حبرِ اُمّت ہیں، اور جن کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علم و حکمت کی دعا دی ہے، وہ مکہ مکرمہ کو چھوڑ کر طائف چلے گئے اور وہیں رہے، ان کی قبر مبارک وہیں ہے۔

بھائیو! مجھے یہ دیکھ کر رنج ہوا کہ یہاں شادی کے مراسم میں بہت سی وہ چیزیں داخل ہوگئی ہیں جو ہمارے یہاں بھی معیوب تھیں لیکن یہاں آگئی ہیں، مجلس نکاح میں کئی وہ چیزیں آگئی ہیں جو خلاف سنّت ہیں، ہم ہندوستانی، پاکستانی مسلمانوں نے جن سنّتوں کو ہاتھوں سے نہیں دانتوں سے پکڑ رکھا ہے ان میں سے کتنی یہاں متروک نظر آئیں، ہم نے یہاں سے اور سنت و حدیث سے عقد کے موقعہ پر کھجور وچھوہارے تقسیم کرنا اور لٹانا سیکھا تھا، اور الحمد للہ یہ سنت ہمارے یہاں زندہ ہے، مگر یہاں اس کے بجائے ڈبوں میں مٹھائی یا کھلونے کی تقسیم دیکھی، حالانکہ ہم ان سنتوں کی پابندی پر اپنے غیر مسلم بھائیوں اور برادرانِ وطن کے طعنے سنتے رہتے ہیں،

www.abulhasanalinadwi.org

مگر ہم ان سے دستبردار نہیں ہوتے۔

اسی طرح یہاں شادی کو اتنا پُر مصارف، بلند معیار اور مشکل کام بنا دیا گیا ہے، اور اس کے لئے (ہندوستان کے برخلاف) لڑکی والوں کی طرف سے ایسی شرطیں اور مطالبات رکھے جاتے ہیں کہ یہ سنّت و عبادت، اور زندگی کی ناگزیر ضرورت، ایک دشوار کام اور آزمائش بن گئی ہے، میں نے یہاں کے اخبارات میں نوجوانوں کے مضامین دیکھے ہیں جن میں اس کی شکایت اور اس حقیقت کا برملا اظہار کیا گیا ہے، اسی طرح یہاں گھروں میں وہ خلافِ شریعت و سنّت چیزیں، اور مغربی تمدن کی لائی ہوئی وہ جدّتیں داخل ہو گئی ہیں، اور زندگی کا جزء بن گئی ہیں، جنھوں نے توجہ الی اللہ، گھروں کی دینی فضا اور بچوں کی تعلیمی یکسوئی اور ذہنی ارتکاز پر اثر ڈالا ہے، اور جن سے ہمارے ملکوں کے بہت سے خاندان اور معاشرے ابھی محفوظ ہیں۔ ؏

تو خود حدیثِ مُفصّل بخواں ازیں مُجمَل!

دعا کیجئے کہ اللہ تعالےٰ ہمیں جہاں بھی رکھے اپنے اور اپنے رسولؐ کے قانون اور شریعت کے مطابق زندگی گزارنے، اور شعائرِ اسلام کی حفاظت و پابندی، تعلق باللہ اور تعلق بالشریعت کے ساتھ رکھے، ہمیں دوسری جگہ اگر اتّباعِ سنت کی ایک دفعہ توفیق دے تو یہاں چار مرتبہ توفیق دے، اگر ہم وہاں ان سنتوں کو ہاتھوں سے پکڑیں تو یہاں دانتوں سے پکڑیں اس لئے

www.abulhasanalinadwi.org

کہ یہاں ہماری ذمہ داری بہت زیادہ ہے، ہم اس جگہ ہیں جہاں شریعت نازل ہوئی، اور جہاں سے شریعت تمام دنیا میں پھیلی، اور آج بھی اس کی نسبت اسی مقدّس مقام، یہیں کی دعوت و پیغام، اور اسی ملک کے اُفق سے طلوع ہونے والے آفتاب اور صُبحِ صادق سے ہے، جس نے تمام عالم کو منوّر کر دیا، اور کہنے والے نے بآوازِ بلند کہا۔ ع

عالم تمام مطلعِ انوار ہوگیا

وصلی اللہ علی خیر خلقہ سیدنا ومولانا محمد وآلہ وصحبہ اجمعین، ومن تبعھم باحسان ودعا بدعوتھم إلی یوم الدین۔

www.abulhasanalinadwi.org

مفکرِ اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہٗ کے قلم کا ایک تازہ اہم شاہکار

تہذیب و تمدّن پر اسلام کے اثرات و احسانات

جس میں بڑے واضح اور متعیّن انداز سے انسانی تہذیب و تمدّن پر اسلام کے عظیم و ناقابلِ فراموش احسانات اور دُور رس و دیرپا نقوش و اثرات سے پوری علمی و تاریخی دیانت، فکری و تحقیقی متانت اور ایمانی حکمت و فراست کے ساتھ بحث کی گئی ہے اور ایک پھیلے ہوئے تاریخی موضوع کو دس نکات میں سمیٹ کر گویا دریا کو کوزے میں بند کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

دُنیا کو اسلام کے عظیم عطیات میں عظمتِ انسانی اور عورتوں کے حقوق کی بحالی، توحید کے عالمی اثرات، علم و عقل کی ہمّت افزائی، عالمی اُخوّت و مساوات دین و دنیا کی وحدت اور ایک صالح عالمی تمدّن پر خصوصی روشنی ڈالی گئی ہے۔

- ایک تاریخی جائزہ جو عصری مشکلات و مسائل کا اسلامی حل ہے۔
- دنیا کے ایک بڑے مذہب (اسلام) کے عالمگیر اثرات کی نشاندہی جو مسلمانوں اور غیر مسلموں سب کے لئے قابلِ غور و فکر ہے۔
- ملّتِ اسلامیہ کے لئے لمحۂ فکریہ اور دنیا کی رہنمائی کے لئے سرگرم عمل ہونے کی مخلصانہ دعوت
- انسانیت کے حال و مستقبل اور اسلام سے تعلق رکھنے والے ہر مخلص اور جویائے حق انسان کے لئے ایک نایاب تحفہ!

اعلیٰ کتابت، آفسٹ طباعت قیمت اعلیٰ اڈیشن -/۱۵ عام اڈیشن -/۱۰ عربی -/۱۶ انگریزی -/۱۵ صرف قیمت کتاب پیشگی بھیجنے والوں کو کتاب مصارف ڈاک کی رعایت کے ساتھ رجسٹرڈ بھیجی جائے گی۔

مجلس تحقیقات و نشریات اسلام پوسٹ بکس ۱۱۹ لکھنؤ

(ندوۃ العلماء)

www.abulhasanalinadwi.org